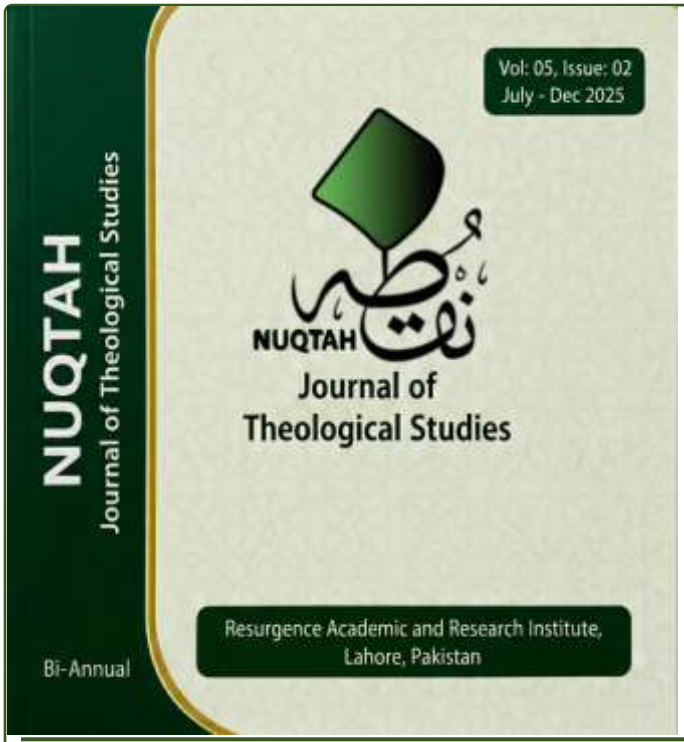




# Nuqtah

Journal of Theological Studies

**Editor: Dr Shumaila Majeed**

Bi-Annual

**Languages:** English, Urdu, Arabic

p-ISSN: 2790-5330 e-ISSN: 2790-5349

https://nuqtahjts.com/index.php/njts

**Published by:**

Resurgence Academic and Research Institute Lahore (53720), Pakistan

**Email:** editor@nuqtahjts.com


## انبیاء یہود کے بارے میں ملحدین کی آراء کا جائزہ

# Atheist Perspectives on the Jewish Prophets: An Analytical Overview


## Authors Details

**Atta Ur Rehman**

PhD Scholar

Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University Dera Ismail Khan

Email: ata.rahman1987@gmail.com

**Dr Manzoor Ahmad**

Assistant Professor

Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University Dera Ismail Khan

Email: drmanzoor67@yahoo.com



## Citation

**Atta Ur Rehman, Dr Manzoor Ahmad** "Atheist Perspectives on the Jewish Prophets: An Analytical Overview" Nuqtah Journal of Theological Studies, 5, no, July-Dec (2025) 1-13

| Submission Timeline | Received | Revised | Accepted | Published |
|---|---|---|---|---|
| | Nov 22, 2025 | Dec 04, 2025 | Dec 15, 2025 | Dec 24, 2025 |



## Ethical Framework for Publication

***© 2025 The Author(s). This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).***

***Complete Guidelines and Publication details can be found at:***

*https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics*

# *Atheist Perspectives on the Jewish Prophets: An Analytical Overview*

***Atta Ur Rehman***

***Dr Manzoor Ahmad***

## *Abstract*

This study examines the atheist critical perspective on the Prophets of jews. Findings indicate that atheists view biblical texts not as historical records but as literary and mythic constructions shaped over time. =Revelation is interpreted as a psychological or social phenomenon and miracles are regarded as symbolic or moral allegories. Ethically, atheists consider many Old Testament commands incompatible with modern humanistic values. Overall, the atheist critique challenges the historical, rational, and moral foundations of the religious narrative, while religious traditions respond through theological and historical counterarguments.

**Key Words:** Atheist, Perspectives, Prophets, Jews, Analytical Overview

یہ تحقیق انبیاءِ یہود کے بارے میں ملحدین کے تنقیدی نقطۂ نظر کا جائزہ پیش کرتی ہے۔ مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ ملحدین تورات کے متون کو تاریخی شواہد کے بجائے ادبی اور اسطوری تشکیل کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک وحی ایک نفسیاتی یا سماجی مظہر ہے، جبکہ معجزات کو علامتی یا اخلاقی تمثیل سمجھا جاتا ہے۔ اخلاقی سطح پر وہ عہدِ قدیم کے احکامات کو جدید انسانی اقدار سے غیر ہم آہنگ قرار دیتے ہیں۔ مجموعی طور پر ملحدانہ تنقید مذہبی بیانیے کی تاریخی، عقلی اور اخلاقی بنیادوں کو چیلنج کرتی ہے، جس کا مذہبی روایت جانبِ دیگر الٰہیاتی و تاریخی دلائل کے ذریعے جواب دیتی ہے۔

یہودیت دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے جس کی جڑیں ہزاروں سال پرانی ہیں۔ یہ مذہب ایک خدا پر ایمان، اخلاقی تعلیمات اور ایک روحانی نظام کے گرد گھومتا ہے جسے یہودی پیروکار اپنے لیے رہنما مانتے ہیں۔ یہودیت میں انبیاء کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ انبیاء کو اللہ کے منتخب کردہ بندے مانے جاتے ہیں جنہیں خدا نے انسانیت کو راہ ہدایت پر لانے کے لیے چنا۔ یہ انبیاء نہ صرف مذہبی رہنما تھے بلکہ انہوں نے بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف سے احکام پہنچائے اور انہیں صحیح راستے پر چلنے کی تلقین ک -وکٹر ای مارسڈن، یہودی پروٹو کولز نے یوں بیان کیا ہے:

"یہودیت میں انبیاء کو اللہ کے برگزیدہ بندے مانے جاتے ہیں جنہیں خدا نے خاص ذمہ داریوں کے ساتھ مبعوث کیا۔ یہ ذمہ داریاں صرف دینی تعلیمات کی فراہمی تک محدود نہیں تھیں بلکہ انبیاء نے بنی اسرائیل کے لوگوں کی اخلاق، سماجی اور روحانی رہنمائی بھی کی۔ انبیاء کو خدا کے ساتھ براہ راست رابطہ قائم کرنے والے انسان سمجھا جاتا تھا اور ان کے ذریعے اللہ نے اپنے پیغامات کو بنی اسرائیل تک پہنچایا۔ یہودیت میں انبیاء کا مقام انتہائی بلند ہے۔ انہیں اللہ کے رسولوں کے طور پر مانا جاتا ہے جنہوں نے بنی اسرائیل کو نہ صرف خدا کی عبادت کی طرف بلایا بلکہ انہیں اخلاقی تعلیمات اور سماجی انصاف کے اصولوں کی بھی تعلیم دی۔ یہ انبیاء اللہ کے نمائندے تھے اور ان کی حیثیت ایک ایسے رابطے کی تھی جو خدا اور انسانوں کے درمیان پیغام رسانی کا کام کرتے تھے۔ انبیاء کا انتخاب اللہ کی طرف سے ایک خاص مقصد کے تحت ہوتا تھا۔ یہ انبیاء مختلف وقتوں اور مختلف حالات میں مبعوث کیے گئے تاکہ وہ بنی اسرائیل کو درست راستے پر رہنمائی فراہم کریں۔ انبیاء کا مقصد بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف مائل کرنا اور ان کی زندگیوں میں دینی اصولوں کو نافذ کرنا تھا۔"[i]

## الہامی پیغام اور انبیاء

یہودی مذہب کے مطابق انبیاء کو الہامی پیغام ملتا تھا جو وہ اپنی قوم تک پہنچاتے تھے۔ یہ پیغام اللہ کی مرضی کا عکاس ہوتا تھا اور اس میں بنی اسرائیل کے لیے ہدایت، اصلاحات اور دینی اصولوں کی تعلیمات شامل ہوتی تھیں۔ یہ پیغام نہ صرف بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کا ذریعہ تھا بلکہ انبیاء کے ذریعے اللہ نے اپنے احکام کی تفصیلات بھی واضح کیں۔ ابن کثیر نے لکھا ہے:

"الہامی پیغام کی نوعیت مختلف ہوتی تھی۔ بعض اوقات یہ پیغام انفرادی ہدایت پر مبنی ہوتا تھا جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کریں جبکہ دوسری بار یہ پیغام اجتماعی ہدایت کے طور پر نازل ہوتا تھا جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ بنی اسرائیل کو مصر سے نجات دلائیں۔ انبیاء کو ملنے والا الہامی پیغام اکثر بنی اسرائیل کے لوگوں کو ان کے گناہوں اور غلطیوں کی نشاندہی کرتا تھا اور انہیں توبہ کی طرف مائل کرتا تھا۔ انبیاء نے بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف سے ملنے والے انعامات اور سزاوں کے بارے میں بھی آگاہ کیا۔ انبیاء کے ذریعے اللہ نے بنی اسرائیل کو ان کی غلطیوں کی نشاندہی کی اور انہیں صحیح راستے پر چلنے کی ترغیب دی"۔[ii]

## انبیاء کا ذکر اور تورات

یہودیت کے مقدس متون میں انبیاء کا ذکر بہت تفصیل سے موجود ہے۔ تورات جو کہ یہودیت کی سب سے مقدس کتاب ہے میں انبیاء کی تعلیمات اور ان کے معجزات کا تفصیلی ذکر ملتا ہے۔ تورات کے علاوہ انبیاء کی کتابیں اور کتب مقدس بھی یہودی مذہب میں اہمیت رکھتی ہیں جن میں انبیاء کی زندگی، ان کے اقوال اور ان کے اعمال کا ذکر کیا گیا ہے۔ ہارون یحییٰ

"تورات میں انبیاء کی حیثیت ایک مقدس اور منتخب بندے کی ہے جنہوں نے اللہ کے احکام کو بنی اسرائیل تک پہنچایا۔ ان کتابوں میں حضرت یسعؑ، حضرت یرمیاہؑ، اور حضرت حزقیلؑ جیسے انبیاء کا ذکر شامل ہے جنہوں نے بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف بلایا اور انہیں ان کے گناہوں اور غلطیوں کی نشاندہی کی۔ یہودی مذہب میں انبیاء کی تعلیمات کو دین کی اساس سمجھا جاتا ہے۔ ان تعلیمات میں اللہ کی عبادت، عدل و انصاف اور انسانیت کی خدمت جیسے اصول شامل ہیں۔ انبیاء کی تعلیمات نہ صرف بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کا ذریعہ تھیں بلکہ انہوں نے یہودی قوم کی زندگیوں میں بھی ایک اہم کردار ادا کیا"۔[iii]

## معجزات اور انبیاء

یہودی مذہب میں انبیاء کے معجزات کو ان کی نبوت کی تصدیق کا ایک اہم ذریعہ مانا جاتا ہے۔ ان معجزات کے ذریعے انبیاء نے یہ ثابت کیا کہ وہ اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں اور ان کے پاس اللہ کا پیغام ہے۔ یہ معجزات نہ صرف بنی اسرائیل کے لوگوں کو اللہ کی قدرت کا یقین دلانے کے لیے تھے بلکہ ان کے ذریعے انبیاء نے اپنی نبوت کی صداقت کو بھی ثابت کیا۔

معجزات کی نوعیت مختلف ہوتی تھی۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں فرعون کے دربار میں عصا کو سانپ میں بدلنا اور پھر اس عصا کے ذریعے دریا کو دو حصوں میں تقسیم کرنا شامل ہے۔ یہ معجزات حضرت موسیٰؑ کی نبوت کی تصدیق کے لیے انتہائی اہم سمجھے جاتے ہیں اور یہودی مذہب میں ان کا ذکر بہت احترام کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَلَقَدۡ ءَاتَيۡنَا مُوسَى ٱلۡكِتَٰبَ وَقَفَّيۡنَا مِنۢ بَعۡدِهِۦ بِٱلرُّسُلِۖ وَءَاتَيۡنَا عِيسَى ٱبۡنَ مَرۡيَمَ ٱلۡبَيِّنَٰتِ۔[iv]

(اور بے شک ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور ان کے بعد کئی رسول بھیجے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو واضح نشانیاں عطا کیں)

اسی طرح حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت الیسع علیہ السلام کے معجزات بھی یہودی مذہب میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ حضرت الیاس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ آسمان کی طرف زندہ اٹھا لیے گئے اور حضرت الیسع نے مرنے والوں کو زندہ کیا اور دیگر معجزات دکھائے۔ یہ معجزات انبیاء کی نبوت اور اللہ کے ساتھ ان کے رابطے کی تصدیق کے لیے بہت اہم سمجھے جاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمام انبیاء بھائی ہیں ان کی مائیں مختلف ہیں لیکن ان کا دین ایک ہے۔"[v]

## انبیاء کی تعلیمات اور سماجی اصلاحات

یہودیت میں انبیاء کی تعلیمات کو نہ صرف مذہبی بلکہ سماجی اور اخلاقی اصلاحات کے لیے بھی بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ انبیاء نے بنی اسرائیل کے لوگوں کو اللہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ عدل و انصاف اور سماجی انصاف کی بھی تعلیم دی۔ انبیاء کی تعلیمات میں رحم دلی، خدمت خلق اور انسانی حقوق جیسے اصول شامل ہیں۔ غامدی نے لکھا ہے:

"حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی زندگیوں میں عدل و انصاف کا پہلو بہت نمایاں ہے۔ حضرت داؤد نے ایک عادل حکمران کے طور پر بنی اسرائیل کی رہنمائی کی اور ان کی زندگی میں عدل و انصاف کے کئی واقعات ملتے ہیں۔ حضرت سلیمان نے بھی اپنی حکمرانی کے دوران عدل و انصاف کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا اور اپنی قوم کو اللہ کے راستے پر چلنے کی تلقین کی"۔[vi]

انبیاء کی تعلیمات میں بنی اسرائیل کے لیے ایک مثالی طرز عمل کی رہنمائی شامل تھی۔ انبیاء نے لوگوں کو توحید، عدل و انصاف اور اخلاقیات کی تعلیم دی اور ان کی زندگیوں کو ایک مثالی نمونہ بنا دیا۔ یہ تعلیمات آج بھی یہودی مذہب کے پیروکاروں کے لیے ایک رہنما اصول ہیں اور انہیں اپنی زندگیوں میں اپنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

## انبیاء کا بنی اسرائیل پر اثر

یہودیت میں انبیاء کا کردار بنی اسرائیل کی تاریخ اور مذہب میں انتہائی اہم رہا ہے۔ انبیاء نے بنی اسرائیل کو اللہ کے راستے پر چلنے کی ترغیب دی اور انہیں دنیا و آخرت میں کامیابی کے راستے پر چلنے کی تلقین کی۔ انبیاء کی تعلیمات نے بنی اسرائیل کی زندگیوں میں گہرے اثرات چھوڑے اور ان کی سماجی اور دینی زندگیوں کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کی۔

یہودی مذہب میں انبیاء کی تعلیمات کو ایک روحانی اور اخلاقی رہنمائی کا ذریعہ مانا جاتا ہے۔ انبیاء نے بنی اسرائیل کو نہ صرف دینی تعلیمات فراہم کیں بلکہ انہیں سماجی انصاف اور انسانی حقوق کی اہمیت سے بھی آگاہ کیا۔ انبیاء کی تعلیمات آج بھی یہودی قوم کی زندگیوں میں ایک اہم مقام رکھتی ہیں اور انہیں دینی، سماجی اور اخلاقی اصولوں کی پیروی کی تلقین کرتی ہیں۔ یہودیت میں انبیاء کو اللہ کے منتخب کردہ بندے مانے جاتے ہیں جو لوگوں کو راہ ہدایت پر لانے کے لیے مبعوث کیے گئے تھے۔ یہ انبیاء نہ صرف دینی رہنما تھے بلکہ انہوں نے بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف سے احکام پہنچائے اور انہیں صحیح راستے پر چلنے کی تلقین کی۔ انبیاء کی تعلیمات، معجزات اور ان کی زندگی کا مطالعہ یہودیت میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔

یہودی مذہب میں انبیاء کی حیثیت اور ان کی تعلیمات کو دین کی اساس سمجھا جاتا ہے۔ انبیاء نے اپنی زندگیوں کے ذریعے ایک مثالی طرز عمل پیش کیا اور بنی اسرائیل کو اللہ کے راستے پر چلنے کی ترغیب دی۔ انبیاء کی تعلیمات میں توحید، عدل و انصاف اور خدمت خلق جیسے اصول شامل ہیں جو آج بھی یہودی مذہب کے پیروکاروں کے لیے ایک رہنما اصول ہیں۔ یہودیت میں انبیاء کا ذکر نہ صرف مذہبی متون میں موجود ہے بلکہ ان کی زندگیوں کا مطالعہ یہودی تاریخ اور ثقافت کا ایک لازمی حصہ بھی ہے۔ انبیاء کی تعلیمات اور ان کے معجزات کو آج بھی یہودی مذہب میں بہت احترام کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے اور انہیں ایک مقدس ورثے کے طور پر نسل در نسل منتقل کیا جاتا ہے۔

## ملحدین کی آراء

ملحدین عام طور پر مذہبی تعلیمات اور داستانوں کو تنقیدی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کے مطابق مذہبی داستانیں اکثر انسانی تصورات اور تخیلات کا نتیجہ ہوتی ہیں اور انہیں تاریخی حقائق کے طور پر قبول نہیں کیا جا سکتا۔ انبیاء یہود کے بارے میں ملحدین کی آراء مختلف زاویوں سے منظر عام پر آتی ہیں جن کی تفصیلی جائزہ درج ذیل ہے۔

### تاریخی اور سائنسی تنقید

ملحدین کے نزدیک انبیاء یہود کی داستانیں اور ان کے معجزات تاریخی حقائق سے میل نہیں کھاتے اور وہ ان واقعات کو زیادہ تر افسانوی اور غیر حقیقی سمجھتے ہیں۔ ان کے مطابق یہ داستانیں بعد میں یہودی مذہب کے پیروکاروں نے مذہبی تعلیمات کو تقویت دینے اور اپنی قوم کے لیے ایک روحانی اور اخلاقی رہنمائی فراہم کرنے کے لیے تخلیق کیں۔

*"The prophetic narratives were shaped long after the events they claim to describe."*[vii]

ملحدین کے نقطہ نظر سے انبیاء کی داستانوں میں کئی ایسے پہلو ہیں جو تاریخی حقائق کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتے۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ تاریخی شواہد کی عدم موجودگی یا موجودہ شواہد میں تضادات انبیاء کے وجود اور ان کے دعووں کی صداقت پر سوالات اٹھاتے ہیں۔

مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں بنی اسرائیل کا مصر سے خروج اور ان کا چالیس سال تک صحرائے سینا میں بھٹکنا یہودیت کے مذہبی متون میں ایک اہم واقعہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ لیکن ملحدین کا کہنا ہے کہ اس واقعے کے حق میں مضبوط تاریخی یا آثار قدیمہ کے شواہد موجود نہیں ہیں جو اس واقعے کو حقیقت کے طور پر ثابت کر سکیں۔ ان کے نزدیک یہ قصہ زیادہ تر افسانوی یا علامتی ہے جسے مذہبی تعلیمات کو تقویت دینے کے لیے پیش کیا گیا۔

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور حکومت کی عظمت اور ان کے معجزاتی کارناموں کا ذکر بھی ملحدین کی نظر میں تاریخی طور پر متنازع ہے۔ اس دور کے آثار قدیمہ کے شواہد ان دعووں کی تصدیق نہیں کرتے جو یہودی متون میں پیش کیے گئے ہیں۔ ملحدین کا کہنا ہے کہ یہ داستانیں ممکنہ طور پر بعد میں تخلیق کی گئیں تاکہ یہودی قوم کو ایک عظیم ماضی اور مذہبی شناخت فراہم کی جا سکے۔

## معجزات پر تنقید

ملحدین انبیاء علیہ السلام کے معجزات کو بھی سخت تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ ان کے مطابق معجزات کا کوئی سائنسی جواز نہیں ہوتا اور انہیں عقلی طور پر ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ معجزات کو اکثر ایسے واقعات کے طور پر بیان کیا جاتا ہے جو سائنسی قوانین اور قدرتی اصولوں کے خلاف ہوتے ہیں جسے ملحدین غیر منطقی قرار دیتے ہیں۔ اس تنقید کو رچرڈ ڈاکنز نے اپنی کتاب *"The God Delusion"* میں یوں بیان کیا:

"Miracles are simply violations of the laws of nature and science has never shown them to be possible. The miracle stories are generally either exaggerations, misunderstandings or outright fabrications."[viii]

معجزات دراصل قدرتی قوانین کی خلاف ورزی ہیں، اور سائنس نے کبھی بھی انہیں ممکن نہیں ثابت کیا۔ معجزوں کی کہانیاں عموماً یا تو مبالغہ آرائی، غلط فہمی، یا مکمل طور پر اختراعات ہوتی ہیں۔

مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دریا کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے واقعے کو یہودیت میں ایک عظیم معجزہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ واقعہ تورات میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ نے اللہ کے حکم سے اپنا عصا دریا پر مارا اور دریا دو حصوں میں تقسیم ہو گیا جس سے بنی اسرائیل نے خشک زمین پر چل کر دریا کو عبور کیا۔ ملحدین کا کہنا ہے کہ اس واقعے کا کوئی سائنسی یا منطقی جواز نہیں ہے اور یہ واقعہ قدرتی قوانین کے خلاف ہے اس لیے اسے ایک حقیقی واقعہ کے طور پر قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک اور معجزہ "ید بیضاء" کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ

(اور اپنا ہاتھ اپنی جیب میں ڈال، وہ بغیر کسی عیب کے سفید نکلے گا یہ موسیٰ کا ایک معجزہ تھا)

اسی طرح حضرت ایلیاہ نبی کے آسمان پر زندہ اٹھا لیے جانے کا واقعہ بھی ملحدین کی نظر میں غیر منطقی ہے۔ ان کے مطابق اس واقعے کا کوئی سائنسی یا عقلی جواز نہیں ہے اور یہ انسانی تجربات اور علم کے دائرے سے باہر ہے۔ ملحدین کے نزدیک ایسے واقعات افسانوی یا علامتی ہو سکتے ہیں لیکن انہیں حقیقی واقعات کے طور پر قبول نہیں کیا جا سکتا۔

ملحدین کی یہ تنقید مذہبی عقائد اور ایمان کے بارے میں ایک نئی بحث کو جنم دیتی ہے۔ ان کے مطابق مذہبی داستانوں کو تاریخی حقائق کے طور پر قبول کرنے کی بجائے انہیں علامتی یا افسانوی معنوں میں دیکھا جانا چاہیے۔ اس کے برعکس مذہبی پیروکار ان داستانوں کو اپنے ایمان اور عقائد کا حصہ مانتے ہیں اور انہیں حقیقی واقعات کے طور پر قبول کرتے ہیں۔ ملحدین کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مذہبی داستانوں کا افسانوی اور غیر حقیقی پہلو انسانی تاریخ اور علم کے دائرے میں نہیں آتا اور انہیں سائنس اور عقل کی بنیاد پر پرکھنا چاہیے۔ اس کے برعکس مذہبی پیروکاروں کا ایمان اور ان کا مذہبی عقیدہ انہیں ان داستانوں کو ایک مختلف نقطہ نظر سے دیکھنے پر مجبور کرتا ہے جس میں سائنس اور عقل کے بجائے ایمان اور روحانی تجربات کو ترجیح دی جاتی ہے۔

یہ تنقید مذہبی عقائد کی صحت اور ان کی بنیادوں پر سوالات اٹھاتی ہے اور اس کے نتیجے میں مذہبی پیروکاروں اور ملحدین کے درمیان ایک گہری بحث کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ اس بحث کا مرکز یہ ہے کہ مذہبی داستانوں کو کس طرح سمجھا جائے اور انہیں کس حد تک حقیقت کے طور پر قبول کیا جا سکتا ہے۔

## مذہبی اور اخلاقی تنقید

ملحدین انبیاء کی تعلیمات اور کردار کو بھی انتہائی تنقیدی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کے نزدیک انبیاء کے اعمال اور افعال میں بعض اوقات ایسے عناصر شامل ہوتے ہیں جو جدید اخلاقیات اور انسانی حقوق کے اصولوں کے خلاف ہیں۔ انبیاء کے بارے میں یہ نقطہ نظر مذہبی عقائد کے برعکس ہے کیونکہ مذہبی پیروکار انبیاء کو نہ صرف مقدس ہستیاں مانتے ہیں بلکہ ان کے کردار اور اعمال کو مثالی سمجھتے ہیں۔ ایک ملحد کرسٹوفر ہچنز لکھتے ہیں کہ

*"The Old Testament is a text of cruelty, bigotry, and tribalism."*[ix]

ملحدین کے نزدیک انبیاء علیہ السلام کی جانب سے کی جانے والی جنگوں اور ان میں شامل ہونے والے اعمال کو انسانی اخلاقیات اور جدید انسانی حقوق کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ اکثر غیر منصفانہ اور ظالمانہ معلوم ہوتے ہیں۔ انبیاء کے کردار میں ایسی جنگوں کا ذکر ملتا ہے جو خدا کے حکم پر لڑی گئیں لیکن ملحدین کے نزدیک یہ جنگیں انسانی جانوں کے نقصان اور معاشرتی تباہی کا باعث بنیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

"وَعِبَادُ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلَّذِينَ يَمۡشُونَ عَلَى ٱلۡأَرۡضِ هَوۡنٗا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ ٱلۡجَٰهِلُونَ قَالُواْ سَلَٰمٗا"[x]

(اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو وہ سلامتی کے ساتھ جواب دیتے ہیں)

مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں بنی اسرائیل کی فتوحات کو ملحدین ایک ایسی کارروائی کے طور پر دیکھتے ہیں جس میں دشمن قوموں کا قتل عام ہوا اور ان کی زمینیں چھین لی گئیں۔ ملحدین کا کہنا ہے کہ یہ اعمال جدید انسانی حقوق کے اصولوں کے خلاف ہیں کیونکہ ان میں دوسرے انسانوں کی جانوں کا نقصان اور ان کی آزادی کی پامالی شامل ہے۔ ملحدین کے نزدیک جنگوں میں خدا کے نام پر لوگوں کو قتل کرنا یا ان کی زمینوں پر قبضہ کرنا ایک غیر منصفانہ عمل ہے۔

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کی جنگی فتوحات اور ان کے دور میں کی جانے والی کارروائیوں کو بھی ملحدین تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ ان کے نزدیک انبیاء کے کردار میں ایسی جنگیں اور فتوحات شامل ہیں جو انسانی جانوں کے نقصان اور ظلم پر مبنی تھیں اور انہیں جدید اخلاقیات کے تناظر میں ناانصافی قرار دیا جا سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ: سَمِعْتُ مَسْرُوقًا قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا، وَقَالَ: إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا"[xi]

ترجمہ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

**رسول اللہ ﷺ نہ فحش گو تھے اور نہ فحش کلامی کرنے والے۔ اور فرمایا: تم میں سے میرے نزدیک سب سے محبوب وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں۔**

**سزا اور انبیاء علیہ السلام**

ملحدین انبیاء علیہ السلام کے کردار میں شامل سزاؤں کو بھی شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ ان کے نزدیک انبیاء کی جانب سے دی جانے والی سزائیں بعض اوقات انتہائی سخت اور ظالمانہ ہوتی ہیں جو جدید انسانی حقوق کے اصولوں کے منافی ہیں۔ انبیاء کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ خدا کے حکم پر لوگوں کو سزائیں دیتے تھے لیکن ملحدین کے نزدیک یہ سزائیں انسانی وقار اور حقوق کی پامالی کے مترادف ہیں۔

تورات میں بیان کردہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں بنی اسرائیل کی بعض قوموں کو خدا کے حکم پر شدید سزائیں دی گئیں جن میں بعض اوقات پوری قوم کی تباہی شامل تھی۔ ملحدین کے نزدیک یہ سزائیں غیر منصفانہ اور ظالمانہ تھیں کیونکہ ان میں انسانی جانوں کا بے دریغ نقصان ہوا اور ان کی آزادی کو چھین لیا گیا۔ ملحدین کا یہ بھی کہنا ہے کہ انبیاء کی جانب سے دی جانے والی سزائیں اکثر ایک اجتماعی ذمہ داری کے تحت ہوتی تھیں جس میں پورے خاندان یا قوم کو سزا دی جاتی تھی۔ ان کے نزدیک یہ سزائیں انسانی حقوق کے اصولوں کے خلاف ہیں کیونکہ ان میں فرد کے اعمال کی بجائے پوری قوم یا خاندان کو سزا دی جاتی ہے جو جدید اخلاقیات کے اصولوں کے مطابق ناانصافی ہے۔

## انبیاء علیہ السلام کی شخصیت پر شکوک

ملحدین انبیاء علیہ السلام کی شخصیت کے بارے میں بھی شکوک کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے کردار میں بعض ایسی خامیاں تلاش کرتے ہیں جو ان کی نبوت کے دعوے کو مشکوک بنا سکتی ہیں۔ ان کے نزدیک انبیاء کی زندگی میں ایسے اعمال اور فیصلے شامل ہیں جو انسانی اخلاقیات کے مطابق غلط یا غیر منصفانہ ہو سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں تورات میں بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی فوج کے ایک سپاہی کی بیوی سے تعلق قائم کیا اور اس سپاہی کو جنگ میں مرنے کے لیے آگے بھیج دیا تاکہ وہ اس کی بیوی سے شادی کر سکیں۔ ملحدین اس واقعے کو انتہائی ناانصافی اور اخلاقی لحاظ سے غلط قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ عمل حضرت داؤد کی نبوت کے دعوے کو مشکوک بناتا ہے اور ان کی شخصیت کو ایک عام انسانی شخصیت کی طرح دکھاتا ہے جس میں خامیاں اور غلطیاں موجود ہیں۔ ملحدین کا یہ بھی کہنا ہے کہ انبیاء کی زندگیوں میں بعض اوقات ایسے فیصلے اور اعمال شامل ہوتے ہیں جو انسانی وقار اور حقوق کے منافی ہوتے ہیں۔ ان کے نزدیک انبیاء کی شخصیتوں میں ایسی خامیاں موجود ہیں جو ان کے مذہبی مقام اور حیثیت کو چیلنج کرتی ہیں۔ اس حوالے سے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

"قُولُوٓاْ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيۡنَا وَمَآ أُنزِلَ إِلَىٰٓ إِبۡرَٰهِيمَ وَإِسۡمَٰعِيلَ وَإِسۡحَٰقَ وَيَعۡقُوبَ وَٱلۡأَسۡبَاطِ"[xii]

(کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ ہم پر نازل ہوا اور جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوا)

ملحدین کی یہ تنقید مذہبی عقائد کے بارے میں ایک نیا سوال پیدا کرتی ہے کہ انبیاء کی شخصیت اور ان کے اعمال کو کس طرح سمجھا جائے۔ ان کے نزدیک انبیاء کی زندگیوں میں شامل جنگ، سزا اور بعض اوقات خدا کے نام پر کی جانے والی کارروائیاں انسانی حقوق اور اخلاقیات کے خلاف ہیں اور انہیں جدید اصولوں کے مطابق پرکھا جانا چاہیے۔ اس کے برعکس مذہبی پیروکار انبیاء کی شخصیت اور ان کے اعمال کو خدا کے حکم کے تحت دیکھتے ہیں اور انہیں انسانی فہم سے بالا سمجھتے ہیں۔ مذہبی نقطہ نظر سے انبیاء کی زندگی میں شامل تمام اعمال اور فیصلے خدا کی مرضی کے تحت ہوتے ہیں اور ان کا مقصد انسانیت کو صحیح راستے پر لانا ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو موسیٰ اور عیسیٰ پر ایمان نہیں لایا وہ میری امت میں سے نہیں ہے۔"[xiii]

ملحدین کی تنقید اس بحث کو جنم دیتی ہے کہ مذہبی شخصیات اور ان کے اعمال کو کس تناظر میں دیکھا جائے۔ انبیاء کی شخصیت اور ان کے اعمال کے بارے میں مختلف نقطہ نظر مذہبی اور غیر مذہبی سوچ کے درمیان ایک گہری تقسیم کو ظاہر کرتے ہیں اور یہ سوال پیدا کرتے ہیں کہ مذہبی عقائد کی بنیادیں کس حد تک انسانی حقوق اور اخلاقیات کے اصولوں کے مطابق ہیں۔

## مذہبی متون کی تنقید

ملحدین کے نزدیک یہودی مذہبی متون جیسے تورات اور دیگر یہودی کتابیں ہیں، یہ سب تاریخی دستاویزات کے بجائے مذہبی تخیلات اور انسانی تخلیق کا نتیجہ ہیں۔ ان کا نزدیک یہ متون حقیقت کی بجائے مذہبی عقائد کو مضبوط کرنے کے لیے تخلیق کیے گئے قصے اور افسانے ہیں۔ انبیاء یہود کے بارے میں بیان کیے گئے واقعات کو ملحدین غیر حقیقی اور افسانوی قرار دیتے ہیں اور ان کے مطابق ان واقعات کا کوئی تاریخی اور سائنسی ثبوت موجود نہیں ہے۔

"یہودی مذہبی متون میں بیان کردہ واقعات اور قصے تاریخی حقائق پر مبنی نہیں ہیں بلکہ یہ انسانی تخیل اور مذہبی نظریات کا حصہ ہیں۔ ان کے نزدیک یہ متون کسی بھی تاریخی دستاویزات کے معیار پر پورا نہیں اترتے کیونکہ ان میں بیان کردہ واقعات کا کوئی قابل اعتماد تاریخی یا آثار قدیمہ کا ثبوت موجود نہیں ہے۔ یہ متون زیادہ تر مذہبی عقائد کو تقویت دینے اور ایک مضبوط مذہبی شناخت بنانے کے لیے تخلیق کیے گئے ہیں"۔[xiv]

ملحدین کا کہنا ہے کہ یہودی مذہبی متون میں موجود واقعات جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کو مصر سے نکالنا، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت اور دیگر معجزات تاریخی حقیقت سے زیادہ مذہبی تخیلات ہیں۔ ان کے نزدیک ان واقعات کا مقصد مذہبی پیروکاروں کو ایک روحانی اور اخلاقی رہنمائی فراہم کرنا تھا نہ کہ حقیقی تاریخی حقائق کو بیان کرنا۔

ملحدین کے نزدیک یہودی مذہبی متون جیسے تورات اور دیگر یہودی کتابیں؛ تاریخی دستاویزات کے بجائے مذہبی تخیلات اور انسانی تخلیق کا نتیجہ ہیں۔ اس حوالے سے رچرڈ ڈاکنز لکھتے ہیں کہ:

"The Bible's story of Joshua's destruction of Jericho is morally indistinguishable from Hitler's invasion of Poland or Saddam's massacre of the Kurds."[xv]

"بائبل میں یوشع کے ہاتھوں یریحو کی تباہی کی کہانی اخلاقی اعتبار سے ہٹلر کے پولینڈ پر حملے یا صدام کی کردوں کے قتل عام سے مختلف نہیں۔"

ایک ملحد کرسٹوفر ہچنز لکھتے ہیں کہ

"The genocidal incitement against the Amalekites is one of the many examples of the bloodthirsty nature of the 'prophets' of Israel."[xvi]

"عمالیق کے خلاف نسل کشی کی ترغیب ان کئی مثالوں میں سے ایک ہے جو اسرائیلی "انبیاء" کی خونخوار فطرت کو ظاہر کرتی ہیں۔"

سام حارث کا دعویٰ ہے:

"The Hebrew Bible celebrates acts of barbarism and views genocidal war as a holy endeavor."[xvii]

"عبرانی بائبل بربریت کے افعال کو سراہتی ہے اور نسل کشی پر مبنی جنگ کو ایک مقدس مشن سمجھتی ہے۔"

## تاریخی اور سائنسی شواہد کی کمی

ملحدین انبیاء یہود کے بارے میں بیان کیے گئے واقعات کو اس بنیاد پر بھی مسترد کرتے ہیں کہ ان واقعات کا کوئی تاریخی اور سائنسی ثبوت نہیں ہے۔ ان کے مطابق یہودی مذہبی متون میں بیان کردہ واقعات کو ثابت کرنے کے لیے تاریخی دستاویزات، آثار قدیمہ یا سائنسی شواہد کا فقدان ہے۔ ملحدین کا کہنا ہے کہ تاریخی حقائق کو تسلیم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے حق میں معتبر شواہد موجود ہوں جو کہ یہودی مذہبی متون کے واقعات کے حق میں نہیں ہیں۔

مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے نکلنا اور چالیس سال تک صحرائے سینا میں بنی اسرائیل کے ساتھ سفر کرنا ایک مشہور واقعہ ہے لیکن ملحدین کے نزدیک اس واقعے کا کوئی آثار قدیمہ یا تاریخی ثبوت موجود نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی عظیم بادشاہت کے بارے میں بھی کوئی معتبر تاریخی شواہد موجود نہیں ہیں جو ان واقعات کو حقیقت کے طور پر ثابت کر سکیں۔

ملحدین یہ بھی مانتے ہیں کہ یہودی مذہبی متون میں بیان کردہ واقعات افسانوی اور غیر حقیقی ہیں۔ ان کے مطابق ان متون میں بیان کیے گئے معجزات اور غیر معمولی واقعات مذہبی پیروکاروں کی عقیدت اور ایمان کو مضبوط کرنے کے لیے تخلیق کیے گئے ہیں نہ کہ انہیں حقیقت کے طور پر تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

ملحدین کا یہ بھی کہنا ہے کہ انبیاء کے کردار اور ان کے معجزات کو ایک افسانوی انداز میں پیش کیا گیا ہے تاکہ مذہبی متون کو ایک مقدس اور الہامی حیثیت دی جاسکے۔ ان کے نزدیک ان واقعات کو مذہبی عقائد کی بنیاد بنانے کے بجائے انہیں انسانی تخیل کا حصہ سمجھنا چاہیے جو کہ مذہبی پیروکاروں کے لیے روحانی اور اخلاقی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

"حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دریا کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا واقعہ، حضرت داؤد علیہ السلام کی جنگی فتوحات اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت و بادشاہت کو ملحدین افسانوی اور غیر حقیقی ہیں۔ یہ واقعات مذہبی متون کی تخلیق کا حصہ ہیں جو پیروکاروں کے ایمان کو مضبوط کرنے کے لیے پیش کیے گئے ہیں نہ کہ تاریخی حقائق کے طور پر تسلیم کیے جاسکتے ہیں۔[xviii]

ملحدین کا کہنا ہے کہ مذہبی متون کو تاریخی دستاویزات کے بجائے مذہبی اور ثقافتی تخلیقات کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔ ان کے نزدیک یہ متون ایک خاص سماجی اور تاریخی سیاق وسباق میں تخلیق کیے گئے ہیں اور ان کا مقصد مذہبی اصولوں اور عقائد کو مضبوط کرنا ہے۔ ان کے مطابق، ان متون کا تجزیہ اس نقطہ نظر سے کیا جانا چاہیے کہ وہ انسانی تخیل اور مذہبی نظریات کا نتیجہ ہیں نہ کہ تاریخی حقائق کا بیان۔

ملحدین کا کہنا ہے کہ یہودی مذہبی متون کا مطالعہ ایک ادبی اور علامتی انداز میں کیا جانا چاہیے جس میں ان کے افسانوی پہلو کو سمجھنے اور ان کی مذہبی اہمیت کو تسلیم کرنے کی کوشش کی جائے۔ ان کے نزدیک یہ متون ایک مقدس تاریخ کا حصہ ہیں جو مذہبی پیروکاروں کے لیے ایک روحانی اور اخلاقی رہنمائی فراہم کرتی ہیں لیکن انہیں حقیقی تاریخی دستاویزات کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا۔ ملحدین کے نقطہ نظر سے یہودی مذہبی متون تاریخی دستاویزات کے بجائے مذہبی تخیلات اور انسانی تخلیق کا نتیجہ ہیں۔ ان کے نزدیک انبیاء یہود کے بارے میں بیان کیے گئے واقعات غیر حقیقی اور افسانوی ہیں جن کا کوئی تاریخی یا سائنسی ثبوت موجود نہیں ہے۔ ان متون کا مقصد مذہبی عقائد کو مضبوط کرنا ہے نہ کہ حقیقی تاریخی حقائق کو بیان کرنا۔ ملحدین کا ماننا ہے کہ مذہبی متون کو ایک ادبی اور علامتی انداز میں سمجھا جانا چاہیے جس میں ان کے افسانوی پہلو کو تسلیم کیا جائے اور انہیں مذہبی اہمیت کے حامل متون کے طور پر دیکھا جائے نہ کہ تاریخی حقائق کے طور پر۔

## نفسیاتی اور سماجی تجزیہ

ملحدین بعض اوقات انبیاء کی شخصیت کا نفسیاتی تجزیہ بھی کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک انبیاء کا الہامی پیغام حاصل کرنا یا معجزات دکھانا ممکنہ طور پر نفسیاتی عوارض کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تجربات کو بعض ملحدین نفسیاتی حوالے سے پرکھتے ہیں اور انہیں شعوری یا لاشعوری تخیلات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

"سماجی تجزیے کے حوالے سے ملحدین یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ انبیاء کی تعلیمات کا اصل مقصد کیا تھا؟ ان کے نزدیک، انبیاء کے پیغامات اکثر سماجی اصلاحات اور طاقت کے حصول کے لیے استعمال کیے گئے۔ وہ انبیاء کی تعلیمات کو محض مذہبی عقائد کا حصہ نہیں مانتے بلکہ انہیں ایک سماجی اور سیاسی حکمت عملی کا حصہ سمجھتے ہیں۔"[xix]

ملحدین کی آراء کا جائزہ لینے کے لیے مختلف زاویوں سے اس کا تجزیہ درج ذیل ہے:

### 1۔ تاریخی تحقیق

"ملحدین کی تنقید کا ایک اہم پہلو تاریخی تحقیق ہے۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ آیا انبیاء یہود کے بارے میں بیان کردہ واقعات کا کوئی تاریخی ثبوت موجود ہے یا نہیں۔ بعض واقعات کے تاریخی ثبوت ملنے سے انبیاء کی حقیقت کو تقویت مل سکتی ہے جبکہ ثبوت نہ ملنے کی صورت میں ان واقعات کو افسانوی قرار دیا جاسکتا ہے"۔[xx]

تاریخی تحقیق کے ذریعے یہ بھی جاننے کی کوشش کی جاسکتی ہے کہ یہ واقعات کس دور میں اور کس معاشرتی و ثقافتی پس منظر میں پیش آئے۔ بعض اوقات مذہبی داستانوں کو اس دور کے انسانی تصورات اور حالات کے تناظر میں سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔

### 2۔ سائنسی تنقید

"سائنسی تنقید کے ذریعے معجزات اور دیگر فطری مظاہر کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ جدید سائنس کی روشنی میں ان واقعات کی حقیقت کو پرکھا جاسکتا ہے اور یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ آیا یہ واقعات فطری قوانین کے مطابق ہیں یا نہیں۔ سائنسی تجزیہ کے ذریعے ملحدین کے نظریات کا جائزہ لیا جاسکتا ہے اور یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ آیا ان کے دلائل معقول اور منطقی ہیں یا نہیں"۔[xxi]

### 3۔ ادبی اور فلسفیانہ تجزیہ

انبیاء یہود کی داستانوں کو ادبی اور فلسفیانہ تناظر میں بھی پرکھا جاسکتا ہے۔ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ یہ قصے محض مذہبی تعلیمات کا حصہ ہیں یا ان کا تعلق انسانی تجربات اور اخلاقیات سے بھی ہے۔ ادبی تجزیہ کے ذریعے ان داستانوں کی ساخت، علامتوں اور موضوعات کو سمجھا جاسکتا ہے۔

فلسفیانہ تجزیہ کے ذریعے انبیاء کے پیغامات کی معنویت اور ان کی افادیت کو بھی پرکھا جاسکتا ہے۔ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ انبیاء کی تعلیمات کا کیا مقصد تھا اور وہ کن مسائل کا حل پیش کرتی تھیں۔[xxii]

### 4۔ مذہبی و ثقافتی تنقید

ملحدین کی آراء کا جائزہ لیتے ہوئے یہ بات اہم ہے کہ وہ مذہبی و ثقافتی تناظر میں انبیاء کی داستانوں کو کس حد تک سمجھتے ہیں اور ان کی تشریح کیسے کرتے ہیں۔ مذہبی متون کی تشریح ہمیشہ ایک معیاری یا یکساں عمل نہیں ہوتی۔ مختلف ثقافتوں، معاشرتی حالات اور تاریخی سیاق و سباق کے تحت یہ تشریحات مختلف ہو سکتی ہیں۔ ملحدین ان داستانوں کو ایک مخصوص زاویے سے دیکھتے ہیں جس میں وہ ان متون کے تاریخی اور سائنسی پہلوؤں پر زیادہ زور دیتے ہیں؛ بجائے اس کے کہ انہیں مذہبی اور ثقافتی اہمیت کے تناظر میں دیکھا جائے۔

## مذہبی متون اور ثقافتی سیاق

ملحدین کی تنقید اکثر مذہبی متون کے تاریخی اور سائنسی حقائق پر مرکوز ہوتی ہے جبکہ مذہبی پیروکار ان متون کو الہامی اور مقدس مانتے ہیں جو ایک خاص تاریخی دور میں ایک مخصوص ثقافتی اور معاشرتی سیاق و سباق کے تحت تخلیق ہوئے۔ ملحدین کے نزدیک انبیاء کی داستانیں افسانوی اور تخیلاتی ہیں لیکن مذہبی پیروکاروں کے لیے یہ داستانیں نہ صرف تاریخ بلکہ ان کے عقائد اور ثقافت کا حصہ بھی ہیں۔

یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ مذہبی متون صرف تاریخی واقعات کی روداد نہیں ہوتے بلکہ یہ ان معاشرتی اور ثقافتی عوامل کی بھی عکاسی کرتے ہیں جو اس دور کے لوگوں کے خیالات، عقائد، اور زندگی کے اصولوں کو تشکیل دیتے ہیں۔ ان متون میں شامل داستانیں اکثر ایک قوم یا معاشرتی گروہ کی اجتماعی شناخت اور روحانی تجربات کی نمائندگی کرتی ہیں۔ ملحدین کی جانب سے ان متون کو محض تاریخی یا سائنسی زاویے سے جانچنے کی کوشش ایک محدود نقطہ نظر ہو سکتی ہے کیونکہ اس سے ان داستانوں کے ثقافتی اور مذہبی اہمیت کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ مذہبی متون کی تشریح مختلف ادوار میں مختلف انداز میں کی جاتی رہی ہے اور ان میں بیان کردہ داستانوں کی تفہیم بھی معاشرتی اور ثقافتی حالات کے ساتھ تبدیل ہوتی رہی ہے۔ مثلاً ایک دور میں ایک مذہبی متن کی تشریح اس کی اخلاقی

یا روحانی تعلیمات پر مرکوز ہو سکتی ہے جبکہ دوسرے دور میں اس کی تاریخی اور سماجی حیثیت پر زور دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح کی مختلف تشریحات ایک ہی متن کو مختلف زاویوں سے دیکھنے اور سمجھنے کی اجازت دیتی ہیں۔

ملحدین کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو وہ ان متون کو زیادہ تر تاریخی دستاویزات کے طور پر پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر کوئی واقعہ یا داستان تاریخی اور سائنسی شواہد سے مطابقت نہیں رکھتی تو اسے غیر حقیقی اور افسانوی قرار دیا جا سکتا ہے۔ تاہم یہ نقطہ نظر ان متون کی روحانی اور ثقافتی اہمیت کو نظر انداز کر دیتا ہے جو کہ انبیاء کی داستانوں کو ایک گہری معنویت فراہم کرتی ہے۔[xxiii]

## داستانوں کا علامتی اور روحانی پہلو

ملحدین کی جانب سے انبیاء کی داستانوں کو افسانوی اور تخیلاتی سمجھنا ایک زاویہ نظر ہو سکتا ہے لیکن مذہبی پیروکاروں کے لیے یہ داستانیں ایک علامتی اور روحانی معنی رکھتی ہیں۔ ان داستانوں میں شامل معجزات، امتحانات اور چیلنجز انسان کی روحانی سفر کی عکاسی کرتے ہیں اور ایک گہری حکمت کو بیان کرتے ہیں جو مذہبی عقائد کے ساتھ جڑی ہوتی ہے۔

"مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دریا کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا واقعہ، مذہبی پیروکاروں کے لیے صرف ایک معجزہ نہیں، بلکہ یہ خدا کی قدرت اور بندوں کے ایمان کی گواہی ہے۔ ملحدین اس واقعہ کو سائنسی نقطہ نظر سے غیر حقیقی سمجھتے ہیں لیکن مذہبی تناظر میں اس واقعہ کو ایک علامتی حیثیت دی جاتی ہے جس میں خدا کی مدد اور بندوں کی نجات کا پیغام موجود ہے"۔[xxiv]

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت کی داستانیں بھی مذہبی پیروکاروں کے لیے ایک علامتی اہمیت رکھتی ہیں جس میں خدا کے ساتھ بندوں کے تعلق، حکمت، انصاف اور روحانی حکمرانی کی تعلیمات شامل ہیں۔ ملحدین ان واقعات کو تاریخی شواہد کی عدم موجودگی کی بنا پر افسانوی قرار دے سکتے ہیں لیکن مذہبی پیروکاروں کے لیے یہ داستانیں ایک گہری روحانی اور اخلاقی سبق فراہم کرتی ہیں۔

## مختلف ثقافتوں میں تشریحات کا اختلاف

مختلف ثقافتوں اور معاشرتی حالات میں مذہبی متون کی تشریح مختلف ہو سکتی ہے۔ مثلاً ایک ثقافت میں مذہبی متون کی تشریح زیادہ تر تاریخی اور سیاسی واقعات کے تناظر میں کی جا سکتی ہے جبکہ دوسری ثقافت میں ان متون کو روحانی اور اخلاقی تعلیمات کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

ملحدین کی تنقید کا جائزہ لیتے ہوئے یہ نقطہ نظر بھی اہم ہے کہ وہ انبیاء کی داستانوں کو ایک خاص ثقافتی اور مذہبی سیاق و سباق میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ان داستانوں کی افسانوی حیثیت اس وجہ سے ہے کہ وہ جدید سائنسی اور تاریخی معیارات پر پورا نہیں اترتیں۔ تاہم یہ نقطہ نظر اس حقیقت کو نظر انداز کر سکتا ہے کہ انبیاء کی داستانیں مختلف ادوار میں مختلف لوگوں کے لیے روحانی اور ثقافتی اہمیت رکھتی ہیں۔ ملحدین کی آراء کو سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان کی تنقید کو مذہبی و ثقافتی سیاق و سباق میں دیکھا جائے۔ انبیاء کی داستانیں صرف تاریخی واقعات نہیں بلکہ یہ ایک قوم یا معاشرتی گروہ کی اجتماعی شناخت، روحانی تجربات اور مذہبی عقائد کی عکاسی کرتی ہیں۔ ان داستانوں کی تشریح مختلف ثقافتوں اور معاشرتی حالات کے تحت مختلف ہو سکتی ہے اور ان کی اہمیت مذہبی پیروکاروں کے لیے ایک گہری معنویت رکھتی ہے۔

"ملحدین کا نقطہ نظر ان داستانوں کو تاریخی اور سائنسی شواہد کے تناظر میں پرکھتا ہے جبکہ مذہبی پیروکار ان داستانوں کو ایک علامتی اور روحانی حیثیت دیتے ہیں۔ ان دونوں نقطہ ہائے نظر کے درمیان ایک توازن قائم کرنا ضروری ہے تاکہ مذہبی متون کی تشریح اور ان کی اہمیت کو سمجھنے میں کسی بھی قسم کی یکطرفہ سوچ سے بچا جا سکے۔ انبیاء یہود کے بارے میں ملحدین کی آراء ایک اہم تحقیقی میدان ہے جو مذہب، تاریخ، اور سائنس کے درمیان موجود تناؤ کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ آراء مذہبی متون کو پرکھنے اور ان کی حقیقت کو جانچنے کے لیے مختلف تنقیدی زاویے فراہم کرتی ہیں جو نہ صرف یہودیت بلکہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے لیے بھی اہمیت رکھتی ہیں۔ ملحدین کے مطابق انبیاء یہود کی داستانیں اکثر افسانوی اور غیر حقیقی ہیں اور ان کی نبوت کے دعوے کو منطقی اور

سائنسی بنیادوں پر قبول نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم مذہبی پیروکاروں کے لیے یہ داستانیں ان کے ایمان کا حصہ ہیں اور ان کی مذہبی شناخت کی عکاسی کرتی ہیں۔ اس تحقیقی جائزے کے ذریعے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ مذہبی متون کی تشریح اور ان کا تنقیدی جائزہ کس طرح انسانی علم، ثقافت اور تاریخ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے۔"[xxv]

## نتائج بحث:

1. ملحدین وحی کو الٰہی پیغام نہیں بلکہ انسانی ذہنی تجربہ سمجھتے ہیں۔
2. ان کے مطابق بائبلی انبیاء کے واقعات کی تاریخی شہادت ناکافی ہے۔
3. معجزات کو وہ قوانینِ فطرت کے منافی اور ناقابلِ تصدیق مانتے ہیں۔
4. توراتی جنگوں اور سزاؤں کو وہ اخلاقاً غیر مناسب سمجھتے ہیں۔
5. بائبل کو وہ انسانی تدوین اور ایڈیٹنگ کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔
6. نبوت کو وہ سماجی، سیاسی یا ثقافتی ضرورت کا اظہار سمجھتے ہیں۔
7. مذہبی احکامات کو وہ وقت اور ماحول کے مطابق سمجھتے ہیں، ابدی نہیں۔
8. متعدد بائبلی قصص کو وہ اسطوری یا علامتی بیانیہ قرار دیتے ہیں۔
9. اخلاق کا معیار ان کے نزدیک الٰہی نہیں بلکہ انسانی عقل ہے۔
10. انبیاء کے کردار کو وہ تاریخی نہیں بلکہ ادبی و ثقافتی علامت سمجھتے ہیں۔

## حوالہ جات:

[ii] وکٹر ای مارسڈن، یہودی پروٹوکولز، مترجم: محمد یحییٰ خان (نگارشات، لاہور، 2007ء)، ص:۱۸۳

1. Victor E. Marsden, *Yahudi Protocols*, mutarjim: Muhammad Yahya Khan (Nigarashaat, Lahore, 2007), p. 183.

[2] ابن كثير، أبو الفداء إسماعيل ،، السيرة النبوية ، ج1، ص 40

1. Ibn Kathir, Abu al-Fida Isma'il, *Al-Sirah al-Nabawiyyah*, Jild 1, p. 40.

[iii] ہارون یحییٰ، *سلسلہ معجزات* (کراچی: دار الاندلس، 2005)، ، ص:343

1. Harun Yahya, *Silsilah Mu'jizaat* (Karachi: Dar al-Andalus, 2005), p. 343.
2. *Al-Baqarah: 87*

[iv] البقرۃ:87

[v] امام بخاری، صحيح البخاري، الناشر: دار اللواء للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الثانية، ١٤٠٩ هـ - ١٩٨٩ م الرقم:345، 21:1

1. Imam Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Dar al-Liwa' li al-Nashr wa al-Tawzi', Riyadh, al-Taba'ah al-Thaniyah, 1409H / 1989, Raqm: 345, 21:1.

[vi] غامدی، جاوید احمد، اشراق، (القاہرہ: مطبعہ المدنی) 2010، ص: 234

1. Ghamidi, Javed Ahmad, *Ishraq* (al-Qahirah: Matba'at al-Madani), 2010, p. 234.

[vii] Wellhausen, J. (1885). *Prolegomena to the history of Israel*. Adam & Charles Black. (Original work published 1878)

[viii] *Richard Dawkins, The God Delusion*, , p. 210.

[ix] Hitchens, C. (2007). *God is not great: How religion poisons everything*. Twelve Books.

[x] الفرقان: 67

Alfurqan 67

[xi] امام بخاری، صحیح بخاری، الرقم: 345

1. Imam Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Raqm 345.

[xii] البقرۃ: 136

1. *Al-Baqarah: 136*

[xiii] امام مسلم، صحیح مسلم، الرقم الحدیث: 155

1. Imam Muslim, *Sahih Muslim*, Raqm al-Hadith: 155.

[xiv] Zaman, M. Q. (2018). Islam in Pakistan: A history (Vol. 68). Princeton University Press.

1. Zaman, M. Q. (2018). *Islam in Pakistan: A History* (Vol. 68). Princeton University Press.

[xv] Dawkins, Richard. The God Delusion. London: Bantam Press, 2006. pp. 276–277.

1. Dawkins, Richard. *The God Delusion*. London: Bantam Press, 2006, pp. 276–277.

[xvi] Hitchens, Christopher. God Is Not Great: How Religion Poisons Everything. New York: Twelve Books, 2007. p. 102.

1. Hitchens, Christopher. *God Is Not Great: How Religion Poisons Everything*. New York: Twelve Books, 2007, p. 102.

[xvii] Harris, Sam. The End of Faith: Religion, Terror, and the Future of Reason. New York: W. W. Norton & Company, 2004. p. 99.

1. Harris, Sam. *The End of Faith: Religion, Terror, and the Future of Reason*. New York: W. W. Norton & Company, 2004, p. 99.

[xviii] Blecher, J. (2018). Said the prophet of God: Hadith commentary across a millennium. Univ of California Press.P 23

1. Blecher, J. (2018). *Said the Prophet of God: Hadith Commentary Across a Millennium*. University of California Press, p. 23.

[xix] Blecher, J. (2018). Said the prophet of God: Hadith commentary across a millennium. Univ of California Press.P 23

1. Blecher, J. (2018). *Said the Prophet of God: Hadith Commentary Across a Millennium*. University of California Press, p. 23. (Duplicate entry)

xx Saint, T. K. (2019). Witnessing partition: Memory, history, fiction. Routledge India. P 17

xxi Veblen, T. (2017). The place of science in modern civilization. Routledge.

[xxii] Sardar, Z. (2017). Reading the Qur'an: The contemporary relevance of the sacred text of Islam. Oxford University Press.56

[xxiii] Boyer, P. (2023). The naturalness of religious ideas: A cognitive theory of religion. Univ of California Press.17-25

[xxiv] ہارون یحییٰ، قرآن، اسرائیلی روایات اور ملحدین کے مغالطے (کراچی: دار الاندلس، 2007)، 456۔

1. Harun Yahya, *Qur'an, Isra'ili Rawayat aur Mulhideen ke Maghalate* (Karachi: Dar al-Andalus, 2007), p. 456.

[xxv] قران، اسرائیلی روایات اور ملحدین کے مغالطے ص 467-469

1. *Qur'an, Isra'ili Rawayat aur Mulhideen ke Maghalate*, pp. 467–469.